کامیاب دورہ سوئٹزرلینڈ، اٹلی اور سپین کا تذکرہ

ہر احمدی کو مبلغ بننے کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴/ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام بیت بشارت سپین)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

جو گزشتہ خطبہ جمعہ میں نے زیورک میں دیا تھا اس میں مَیں نے یہ ذکر کیا تھا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑا ابھر پور سفر گزر رہا ہے اور اس خطبہ میں وقت کے لحاظ سے یہ ممکن نہیں رہا کہ سوئٹزرلینڈ کے سفر کے حالات بھی بیان کروں اس لئے انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں سوئٹزرلینڈ کے حالات کے بیان سے اپنے خطبہ کا آغاز کروں گا۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے یہ سارا سفر اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو پورا ہوتے دیکھتے ہوئے گزر رہا ہے کہ خدا کی زمین وسیع ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کی زمین بھی وسیع ہے اور دنیا کی کوئی طاقت خدا کے سچے بندوں کی زمین کو تنگ نہیں کر سکتی۔ اس وعدے کو پورا ہوتے جماعت بارہا دیکھ چکی ہے۔ ہر دفعہ جب دشمن نے جماعت کی زمین کو تنگ کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اسے نئی وسعتیں عطا فرمائیں اور یہ سفر تو بالخصوص انہیں نظاروں میں گزر رہا ہے۔

میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ نہ صرف یہ کہ ظاہری زمینیں اللہ تعالیٰ وسیع عطا فرما رہا ہے بلکہ روحانی لحاظ سے بھی تبلیغ کے نئے نئے امکانات روشن کرتا چلا جا رہا ہے۔ نئے خطوں میں خدا تعالیٰ جماعت کے پودے لگا رہا ہے، نئی قوموں میں پودے لگا رہا ہے، نئی قبولیت کے دروازے کھول رہا

ہے اور ایسے ایسے دل اِس تیزی کے ساتھ مائل ہو رہے ہیں کہ جن دلوں کے متعلق وہم بھی نہیں آ سکتا تھا کہ مدتوں کی کوشش کے بعد بھی وہ دل پسیجیں گے بعض اوقات تو دیکھتے دیکھتے چند گھنٹے کے اندر اندر کایا پلٹ جاتی ہے۔

میں نے جماعت کو بار بار سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ کیفیات ایسی ہیں جو انسانی ذرائع کے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ مقلب القلوب ہے سوائے خدا تعالیٰ کے دلوں پر کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں۔ آناً فاناً دل بدل جایا کرتے ہیں، محبتیں نفرتوں میں بدل جاتی ہیں، نفرتیں محبتوں میں بدل جاتی ہیں مگر اس پر محض اللہ کا تصرف ہے اور قرآن کریم خوب کھول کر اس بات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے محمد! تیرا بھی اختیار نہیں ہے دلوں پر۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (الانفال: ۶۴) تیرے جیسا حسین، جاذب نظر وجود اور پھر فیاض ایسا ہو کہ جو کچھ ہے وہ خرچ کر دے اور تو ایسا وجود ہے کہ اگر ساری دنیا کے خزانے بھی تجھے ہم عطا کر دیتے تب بھی خدا کی راہ میں خرچ کر دیتا۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا کا مطلب یہ ہے اگر ہم تجھے زمین کے خزانوں پر قدرت دیتے تو اس کا طبعی نتیجہ، ایک لازمی نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ تو نے سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دینا تھا تب بھی یہ دل تیرے لئے نہیں بدل سکتے تھے۔ یہ اللہ ہے جس نے دلوں کو تبدیل کیا ہے اور باہمی محبت بھی پیدا کی ہے اور تیرے لئے بھی عشق پیدا کر دیا ہے۔

یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور جب دلوں کو بدلتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں تو حمد اور شکر کی طرف طبیعت مائل ہونی چاہئے نہ کہ اپنی کسی چالاکی یا اپنی کسی بڑائی کی طرف اور خصوصاً اس دور میں جس تیزی سے ہم جماعت کی طرف رجحان دیکھ رہے ہیں اس کے بعد تو حقیقۃً اندھا بھی ہو تو اس کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ انسانی کوشش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ انسانی کوشش جو نظر آ رہی ہے وہ بھی توفیق باری سینظر آ رہی ہے۔ اللہ توفیق عطا فرما رہا ہے، خود ہلا رہا ہے پکڑ پکڑ کے، خود چلا رہا ہے اور پھر وہ رستے آسان کرتا چلا جاتا ہے، لمبے سفر جلدی جلدی طے فرما رہا ہے اس لئے جیسا کہ میں نے وہاں توجہ دلائی تھی اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ اس دوران دعا بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی جب یہ باتیں سنیں تو انکسار زیادہ طبیعت میں ہونا چاہئے، پہلے سے بڑھ کر دعا کی طرف توجہ ہونی چاہئے، حمد اور شکر میں پہلے سے بڑھ جانا چاہئے اور پھر دیکھیں

کہ اللہ انشاء اللہ اپنے فضل کے ساتھ کس طرح اور مزید مشکلات کو جماعت کے لئے حل فرماتا چلا جائے گا۔

زیورک میں جہاں تک نئی جائیداد کا تعلق ہے وہ تو وہاں نہیں خریدی گئی نہ اس سفر سے پہلے اس قسم کا کوئی خیال ہی تھا لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت وسعت پذیر وہاں بھی ہے اس لئے وہاں کی موجودہ عمارت کی توسیع کرنے کے لئے ایک پروگرام بنایا گیا تھا۔ چنانچہ وہاں آرکیٹیکٹ (Architect) تشریف لائے ہوئے تھے، ان سے اور بعض جماعت کے دوسرے دوستوں سے مشورہ کے بعد قانون جس حد تک بھی وسعت کی اجازت دے سکتا ہے اس حد تک اس عمارت میں توسیع کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی خواتین کے لئے ایک کافی وسیع کمرہ مل جائے گا جس کی کمی کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچا کرتی تھی اور ان کے بچوں کے لئے ان کو جب نماز میں حاضر ہوں تو کوئی خاتون ان بچوں کو کھلائیں اور ان کا بہلائیں تاکہ نمازوں میں بچوں کے شور کی وجہ سے خلل واقع نہ ہو۔ ان کے بچوں کے لئے ایک الگ کمرہ رکھ دیا گیا ہے۔ ان کے وضو وغیرہ کرنے کے لئے علیحدہ جگہ، چھوٹا سا ایک باورچی خانہ بھی مہیا کر دیا گیا ہے یعنی آئندہ کے Plan میں۔ اسی طرح مردوں کے لئے الگ چھوٹا سا باورچی خانہ، آئے گئے کے لئے چائے بنانے وغیرہ کے لئے اور غسلخانوں کا انتظام، مزید رہائش کے کمرے، گویا کہ قانون جس حد تک بھی وسعت کی اجازت دے سکتا ہے اس زمین کی نسبت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مشن کو وسعت دے دی جائے گی۔

جہاں تک لوگوں کا تعلق ہے جماعت کے لئے خدا تعالیٰ نے اس قدر دل نرم کر دیئے ہیں کہ اب جو میرا مختصر قیام تھا اس میں بھی بالکل صاف نظر آ رہا تھا کہ ایک نئی رو جماعت کی طرف توجہ کی پیدا ہو رہی ہے۔ بنیادی طور پر پروگرام میں دو حصے تھے۔ ایک معززین شہر کو ایک ہوٹل میں دعوت دی گئی تھی اور اس میں بڑے بڑے چوٹی کے جو مختلف ممالک ہیں، بڑی بڑی طاقتیں کہلاتی ہیں ان کے جو نمائندے وہاں زیورک میں موجود تھے وہاں اور چھوٹے ممالک جو ہیں جو بیچارے Third World Countries کہلاتے ہیں ان کے نمائندوں کو بھی بلایا گیا۔ چوٹی کے صحافیوں کو بھی بلایا گیا۔ چوٹی کے وکلا اور دوسرے دانشوروں اور پروفیسروں وغیرہ کو بلایا گیا اور توقع سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے دعوت کو قبول کیا اور بعض بڑی بڑی طاقتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ افریقہ کے

ممالک کے اور دیگر بعض ممالک کے نمائندے بھی خدا کے فضل سے وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ چوٹی کے دانشور وہاں موجود تھے ایسے صحافی بھی تھے جن کا سارے ملک میں وقار ہے اور بڑی عزت سے ان کو دیکھا جاتا ہے۔ بڑے عالم پروفیسر صاحبان، میئر، اسمبلیوں کے ممبر اس قسم کا طبقہ موجود تھا اور خدا کے فضل سے ہر طبقہ کی اچھی نمائندگی تھی۔

چائے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد عموماً ایسی Receptions میں تعارف ہوتا ہے اور چند باتوں کے بعد پھر مجلسیں برخاست ہوجایا کرتی ہیں لیکن ملاقات کے دوران ہی بعض دوستوں نے بعض باتیں جماعت کے متعلق معلوم کرنی چاہیں تو میں نے ان سے کہا کہ بجائے اس کے کہ میں ایک ایک کو جواب دوں ہم اکٹھے بیٹھیں گے بعد میں اس کے بعد آپ سب سے بات ہوجائے گی۔ چنانچہ میرا یہ خیال تھا کہ چند لوگ بیٹھ جائیں گے اور اکثر کی پہلے سے ہی مصروفیات ہوتی ہیں اور انکو جلدی جانا پڑتا ہے اور وہ لوگ چلے جائیں گے لیکن سوائے ایک دوست کے جنہوں نے پہلے ہی مجھے کہا تھا صبح بھی وہ ملنے آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ شام کو میں جلدی اجازت چاہوں گا کیونکہ میری ایک Appointment ہے ان کے سوا کوئی بھی اٹھ کر نہیں گیا۔

جب یہ اعلان کیا گیا کہ جو دوست سوال کرنا چاہیں کسی موضوع پر تو شوق سے سوال کریں تو اتنی دیر ہوگئی، ساڑھے چھ سے بلایا ہوا تھا رات کے دس بج گئے اور اس سے بھی اوپر وقت ہو رہا تھا اور یہ شام کی چائے تھی کھانے کا وقت بھی نہیں تھا ان کا کھانے کا وقت گزر چکا تھا اور ہماری طرف سے کھانا پیش نہیں تھا اس کے باوجود وہ دوست اٹھ نہیں رہے تھے اور اتنی بھرپور مجلس ہوئی ہے، ہر قسم کے موضوعات پر سوالات کئے گئے اور ان معززین نے اتنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے کہ حیرت ہوتی تھی کہ جس طرح ہمارے ملکوں میں ایک رو یہ ہوتا ہے اخلاق اور محبت سے سوالات کرنے اور جواب لینے کا عام طور پر مغربی دنیا میں یہ نظر نہیں آتا مگر بالکل وہی رنگ اور وہی کیفیت پیدا ہوگئی تھی بلکہ ہمارے بعض ساتھی تو جواب دیتے وقت میرا منہ دیکھنے کی بجائے ان لوگوں کے منہ دیکھ رہے تھے جو جواب سن رہے تھے اور کبھی ان کے چہرے پر نظر پڑتی تھی تو ان کی بشاشت سے مجھے بھی یہ اندازہ ہوجاتا تھا کہ یہ جواب کس رنگ میں قبول کیا گیا ہے۔ چنانچہ بعضوں نے بعد میں کہا کہ سوال کرنے والا تو جواب سنتے وقت اتنا تائید کرتا تھا کہ حیرت ہوتی تھی کہ اس کا سر مسلسل تائید میں ہلتا ہی چلا جاتا تھا۔

جب دس سے زیادہ وقت ہو گیا تو میں نے خود یہ اعلان کیا کہ ہوسکتا ہے بعض شرفاء اخلاق کی وجہ سے محض رک گئے ہوں یہاں سے جانا بداخلاقی سمجھتے ہوں اور ان کو ضرورت ہو اس لئے اگر چہ سوال ختم نہیں بھی ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ مجلس کو ختم ہونا چاہئے۔ جب یہ بات ہوئی تو اس وقت بھی ہاتھ اٹھنے شروع ہو گئے۔ بہر حال میں چونکہ اعلان کر چکا تھا تو مجلس کو ختم کیا گیا لیکن رخصت ہوتے وقت بعض لوگوں نے شکوہ کیا کہ ہم نے تو ابھی سوال اور کرنے تھے اور وقت چاہئے تھا۔ چنانچہ ایک خاتون تھیں انہوں نے کہا کہ میرے تو حیات بعد الموت کے متعلق بڑے ضروری سوالات ہیں مجھے تو ان کے لئے وقت چاہئے۔ کچھ اور صحافی اکٹھے ہو گئے اور وہیں دوبارہ پھر ایک مجلس لگ گئی اور کوئی نصف گھنٹہ کے قریب کھڑے ہو کر ان سے باتیں ہوئیں پھر انہوں نے کہا جی ہمارے تو سوال ختم ہی نہیں ہوئے، اب کیا کیا جائے۔

دوسرے دن جو مجلس تھی وہ ہمارے احمدیوں کے لئے رکھی ہوئی تھی عموماً جو ہماری مجلس سوال و جواب ہوتی ہے تو ہم نے پھر اس کو بھی ان غیروں کے لئے مجلس میں بدل دیا اور ان کو کہا کہ آپ کل تشریف لے آئیں تو اس خاتون نے کہا میں تو Appointment کینسل کر کے آؤں گی اور مجھے تو جب تک سوال کے جواب نہ ملے میری تسلی نہیں ہونی۔ ایک احمدی سے بعد میں اس نے کہا کہ ساری زندگی کے میرے خیالات بدل گئے ہیں اس مجلس میں۔ اب مجھے اپنی زندگی کا ایک نیا نقشہ بنانا ہوگا۔ اس لئے میرے لئے ضروری ہے کہ میں جاؤں اور بقیہ سوالات کروں۔ اسی طرح ہمارے دوسری مجلس میں اور بھی بعض معززین جو سوال نہیں کر سکے تھے وہ وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ کچھ ہمارے ہمسائے تھے وہ وہاں پہنچے ہوئے تھے اور دوسری مجلس نماز مغرب کے بعد شروع ہوئی اور اتنی دیر ہو گئی کہ ان کو کھانا پیش کرنا تھا اس میں دیر ہو رہی تھی۔ پھر ہم نے کھانے کا اعلان کیا اور دوبارہ یہ کہا کہ کھانے کے بعد دوست جو تشریف لے جاسکتے ہیں ہاں اگر کسی نے ضرور ٹھہرنا ہے تو پھر بے شک ٹھہر جائے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اکثر ان میں سے ٹھہر گئے پھر اور رات تقریباً ساڑھے گیارہ یا پونے بارہ بج گئے اور بعض ہمارے ساتھی سفر کے تھکے ہوئے نظر آرہے تھے تو ان سے میں نے کہا کہ انہوں نے آگے سفر کرنا ہے یہ بیچارے تھک گئے ہیں۔ ترجمہ کرنے والے تھک گئے تھے آخر انہوں نے جواب ہی دے دیا۔ دوستوں نے بھی کہا کہ ہمیں انگریزی کی اتنی سمجھ آجاتی ہے تو یہ وقت ضائع ہوگا اس لئے

ترجمہ نہ ہی کروایا جائے۔ یہ میں بتا رہا ہوں اس لئے کہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتنی گہری توجہ ہے اور اسلام میں ایک حقیقی دلچسپی پیدا ہو چکی ہے۔ شروع میں اس طرح سوالات کرتے ہیں جس طرح کوئی اسلام پر باقاعدہ حملہ کر رہا ہے اور آخر پر طفل مکتب کی طرح ان کے سوالات کا رنگ ہو جاتا تھا علم کی خاطر مزید تجسس کے لئے کہ کیا ہے؟ کچھ ہمیں بھی حقیقت معلوم ہو۔

یہ جو کیفیات ہیں یہ اللہ کی دین ہے اور اب تک میں نے جتنے ملکوں کا دورہ کیا ہے ان سب میں یہ قدر مشترک ہے شروع کی چہرے اور ہوتے ہیں بعد کے چہرے اور ہوتے ہیں، شروع میں سوالات کا رنگ اور ہوتا ہے بعد میں سوالات کا رنگ اور ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اسلام کے متعلق ان کو شروع میں غلط فہمیاں بہت ہیں۔ جب وہ سوال شروع کرتے ہیں تو ایک اور اسلام کا تصور باندھ کر سوال شروع کرتے ہیں اور چند جوابات میں جب اسلام کی حقیقی شکل ان کو نظر آتی ہے تو اس حقیقی شکل میں اتنا حسن ہے، اتنی جاذبیت ہے، اتنی دلربائی ہے اسلام میں کہ ان کے ذہنوں کا نہیں دلوں کا تعلق ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور بالکل بدلی ہوئی کیفیت میں پھر لوگ رخصت ہوتے ہیں۔

یہ وہ رو ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے چلائی گئی اور اس سے ہمیں بہر حال مزید استفادہ کرنا ہے جس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہر احمدی مبلغ بنے۔ ہر احمدی اپنے ماحول میں ان مخفی بے چینیوں کو ابھارے جو بے چینیاں اس وقت سارے مغرب کو بے قرار کئے ہوئے ہیں اور انہیں سب کچھ حاصل ہونے کے باوجود گویا کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔ ان کو ٹٹول کر دیکھیں تب آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کی ظاہری خوشیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہنستے ہوئے چہرے کے پیچھے دکھ چھپے ہوئے ہیں۔ بظاہر سب کچھ ان کو حاصل ہے اس کے باوجود ان کی روحوں میں ایک خلا محسوس ہو رہا ہے اور ان کے دل طلب کر رہے ہیں کہ ہمیں وہ چیز نہیں ملی جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ اس لئے وہاں سے تبلیغ کو شروع کرنا چاہئے۔ محض اسلام کا پیغام دینے کی خاطر آپ کسی کو روکیں گے کہ مجھ سے اسلام کا پیغام لیتے جاؤ کوئی دلچسپی نہیں لے گا۔ پہلے آپ ان سے تعلق بڑھائیں، ان کے دلوں کو کریدیں، ہر راکھ کے ڈھیر میں آپ کو چنگاریاں نظر آئیں گی، ہر سینے میں بے چینی دکھائی دے گی وہاں سے آپ کا کام شروع ہوتا ہے۔ اس کی تسکین کے لئے جب آپ اسلام کی تعلیم ان کو پہنچائیں گے تو پھر

دیکھیں گے کہ ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

چنانچہ وہاں سے رخصت ہونے کے بعد اگلا سفر ہمارا اٹلی کا تھا۔ اٹلی میں کوشش یہ ہے کہ پہلا احمدیہ مشن اب قائم ہو جائے۔ آج تک اس سے پہلے کوئی جگہ بھی جماعت احمدیہ اٹلی میں نہیں لے سکی۔ ایک زمانہ میں مولوی شریف صاحب تھے ان کو بطور مبلغ بھجوایا گیا تھا لیکن وہ بھی ایک عارضی سا تجربہ رہا آج کل وہ بیمار ہیں، صاحب فراش ہیں اٹلی میں وہیں آباد ہو گئے تھے لیکن با قاعدہ مبلغ نہیں رہ سکے اور مشن قائم نہیں ہو سکا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی اٹلی کے متعلق بڑی خواہش تھی کہ وہاں مشن قائم ہو۔ اوڈے میں ایک جگہ تلاش کی گئی، بڑی دیر تک اس کی پیروی بھی کی گئی لیکن بالآخر کامیابی نہیں ہو سکی۔ تو اس لئے اٹلی کا دورہ خاص طور پر ایک مشن کی تلاش کا دورہ تھا۔

اس سے پہلے ایک قصبہ جس کا نام ویرونا ہے یہ شمالی اٹلی میں تقریباً شمال کے وسط میں ایک صاف ستھرا اور وسیع قصبہ ہے جو بہت بڑا شہر تو نہیں تین لاکھ کے قریب آبادی ہے لیکن یونیورسٹی ٹاؤن ہونے کیلحاظ سے اور بعض خصوصیات اس کو حاصل ہیں۔ پھر وہ شمالی علاقہ بڑا خوبصورت ہے لوگ سیروں کے لئے آتے ہیں ان وجوہات سے اسے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ پھر Shakespeare نے جو Romeo and Julit کا جو ڈرامہ لکھا ہے وہ اسی علاقے سے تعلق رکھتا ہے اور جن لوگوں نے وہ ڈرامہ پڑھا ہوا ہے انگریزی کے علاوہ بھی بے شمار زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہوئے ہیں ان کو ایک طبعی دلچسپی ہے کہ Romeo and Julit کا علاقہ آکے دیکھیں۔ پھر وہاں بعض بہت ہی خوبصورت Lakes ہیں۔ Lakes District کہلاتا ہے اٹلی کا اور اس کے بالکل قریب ہی پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر وہ Lakes شروع ہو جاتی ہیں تو اس لحاظ سے اس علاقے میں ہمیں دلچسپی تھی کہ ساری دنیا کا ٹورسٹ آتا ہے۔ لوگ صاف ستھرے ہیں مزاج کے بہت اچھے ہیں، بعض گندی عادتیں جو بعض دوسرے اٹلی کے علاقوں میں ہیں وہاں نہیں ہیں۔ دوکاندار لین دین میں صاف ہیں، چوری شاذ کے طور پر ہے۔ ورنہ جنوب میں تو بہت زیادہ چوری ہوتی ہے، عام فراڈ نہیں کرتے، اچھی خصلتوں کے مالک لوگ ہیں، بہت مذہبی ہیں۔ اس خیال سے ہم نے آخری وفد بھجوایا تو اس نے وہاں ایک جگہ تلاش کی۔ ہمارے وکیل التبشیر مکرم منصور احمد خاں جو آج

کل میرے ساتھ سفر پر ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا تعلق بنوادیا جس کے نتیجہ میں ایک ایسی جگہ ملی ہے جو ویرونا سے تقریباً 15 کلومیٹر شمال میں واقع ہے اور اونچی پہاڑی پر ہے اور جو بڑی بڑی سڑکوں سے صاف نظر آتی ہے جس طرح یہاں سپین کا مشن ہے۔ اس کے علاوہ وہاں ایک سفید رنگ کی بہت وسیع عمارت پہلے سے بنی ہوئی ہیاوراس عمارت کی طرز بھی مشرقی طرز ہے یعنی ذرا معمولی سی تبدیلی کی جائے تو وہ مسجد بن جائے گی۔ اس کے گنبد اس کی طرز تعمیر مغربی عمارت کی نہیں ہے بلکہ مشرقی عمارت کی ہے۔ ایک وسیع ہال ہے جس میں دواڑھائی سو آدمی نماز پڑھ سکتا ہے اور رخ بھی تقریباً قبلہ کی طرف ہے۔ معمولی تبدیلی سے اس کو مسجد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مبلغ کے لئے رہائش کی جگہ ہے اور چار ایکڑ زمین اتنے بڑے شہر کے قریب ایک بہت اجنبی بات ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس زمین پر ایک وسیع عمارت کا نقشہ اصولاً منظور شدہ ہے۔ تفصیلات اس کی ابھی طے نہیں ہوئیں لیکن حکومت نے اجازت دے رکھی ہے کہ یہاں اگر دوسو آدمیوں کی رہائش کے لئے کوئی ہوٹل کھولنا چاہے یا کوئی بڑی عمارت بنانا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ تو اس قسم کے بہت سے اس کے جاذب نظر پہلو تھے جن کی وجہ سے مجھے دلچسپی پیدا ہوئی، میں نے کہا کہ ہاں میں ضرور موقع پر جا کر دیکھوں گا۔

چنانچہ وہاں جب ہم گئے چونکہ احمدیت اٹلی میں متعارف نہیں ہے۔ اس لئے پہلے سے ہم نے نمائندے بھیج کر سوئٹزر لینڈ سے شیخ ناصر احمد صاحب کو بھجوا کر ایک تقریب کا انتظام کروا رکھا تھا اور پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب چونکہ Trieste میں ہوتے ہیں ان کی خواہش تھی کہ وہ بھی شامل ہوں اور ان کی طرف سے وہ دعوت دی جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام کی طرف سے وہاں کے علاقے کے معززین کو دعوت دی گئی اور پریس کو دعوت دی گئی۔ ایک تو ڈاکٹر صاحب نوبل پرائز یافتہ ہیں نوبل پرائز کے حامل ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اٹلی میں انکی خاص طور پر عزت ہے کیونکہ اٹلی میں ہر نوبل پرائز پانے والے کو غیر معمولی عزت سے دیکھا جاتا ہے ویسے ساری دنیا میں دیکھا جاتا ہے لیکن یورپ میں اٹلی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نوبل پرائز کی بڑی عزت ہے اور دوسرے ڈاکٹر صاحب نے اٹلی کی بڑی خدمت کی ہے Trieste میں اپنا تحقیقاتی مرکز قائم کر کے اور ساری دنیا کے سائینٹسٹ (scientist) ان کی نگرانی میں وہاں آتے ہیں اور تربیت حاصل کرتے ہیں اور اٹلی کے

سائینٹسٹ بھی بڑا فائدہ اٹھا رہے ہیں تو اس لئے بھی ان کا خصوصیت کے ساتھ دوہرا تعلق ہے۔

بہرحال ڈاکٹر صاحب کی اس تقریب میں شمولیت اور ان کی طرف سے دعوت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ جتنی ہمیں توقع تھی اُس سے زیادہ معززین تشریف لائے حالانکہ احمدیت کا ان کو کوئی تعارف نہیں تھا۔ بہرحال تقریب کا آغاز تو ڈاکٹر صاحب کے تعارف سے ہوا لیکن جب سوال و جواب کا وقت دیا گیا تو پھر براہ راست اسلام میں ان کی دلچسپی قائم ہوگئی یعنی رخ بدل گیا۔ آغاز تو ہوا ہے ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں دلچسپی سے اور جب سوال و جواب شروع ہوئے تو وہ شخصیت ایک طرف ہوگئی اور اسلام کی شخصیت اور اسلام کا حسن اور اسلام کا وقار اور اسلام کی عظمت یہ ان کے سامنے آگئیں اور پھر بڑی دلچسپ مجلس سوال و جواب کی لگی اور جو پریس تھا اس نے بھی بڑی دلچسپی لی۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن پہلے ہی خبریں دے رہے تھے اور اس وقت بھی ٹیلیویژن کے نمائندے آئے ہوئے تھے جنہوں نے پروگرام کو Televise کیا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں احمدیت کے تعارف کا آغاز بہت اچھا ہوا ہے اور زمین کا تو ابھی ہم نے طے نہیں کی۔ وہ ابھی سودا ہو رہا ہے لیکن اس تقریب کے بہانے احمدیت کا وہاں ایسا شاندار تعارف ہوگیا کہ ہم اسلام کو کیا سمجھتے ہیں وہ اسلام جس پہ ہم عاشق ہیں وہ یہ ہے اور ہمیں اس سے غرض کوئی نہیں کہ خمینی کا اسلام کیا ہے یا کسی اور کا اسلام کیا ہے؟ ہم تو قرآن کے اسلام کو جانتے ہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسلام کو جانتے ہیں۔ اس اسلام پر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو پیش کرو ہم جواب دیں گے۔ یہ اس تقریب کا مضمون تھا اور بعض اعتراض ہوئے بھی اور بعض سوالات ہوئے اور عمومی ناواقفیت کی وجہ سے ایسے سوال بھی ہوئے جن سے صاف پتہ چلتا تھا کہ کسی بیچارے کو اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں کہ کیا چیز ہے۔ بہرحال ان کو آخر پر میں نے یہ بتایا کہ اگر آپ کو واقعی دلچسپی ہے تو چلتے پھرتے تو ان اہم امور کے جواب نہیں دیئے جاسکتے۔ آپ ہمیں یہاں مرکز بنانے دیں پھر انشاء اللہ دوستیاں ہوں گی، تعلقات بڑھیں گے، پھر مجلسیں لگا کریں گی لیکن اگر آپ نے مرکز ہی نہ بنانے دیا تو مسافر سے سوال کریں پلیٹ فارم پر اس کا تو کوئی مزہ نہیں ہے، پہلے یہاں جمنے تو دیں۔ بہرحال ان لوگوں نے اچھا اثر لیا اور خوشی کے ماحول میں یہ تقریب ختم ہوئی۔

اس کے لئے بھی میں جماعت کو دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اٹلی چونکہ بڑا عظیم ملک ہے

اور بڑی دور دور تک دنیا میں اس کے اثرات ہیں۔اٹلی کی دو طرح کی اہمیتیں ہیں۔ایک تو اس کی بعض نوآبادیات ہیں جن پر اٹلی کی تہذیب کا، اٹلی کی زبان کا بڑا گہرا اثر ہے اور دوسرے یہ کہ اٹالین قوم میں یہ خصوصیت ہے کہ بعض ملکوں میں چینیوں کی طرح اپنی نوآبادیاں سی بنا کر رہتے ہیں۔اور بڑی بڑی ان کی Colonies ہیں امریکہ میں اور بعض غیر قوموں اور غیر علاقوں میں بھی ان کے بہت زبردست اثرات ہیں اس لئے اٹالین قوم میں اسلام کا داخل ہونا اسلام کے لئے اور بھی بہت سی فتوحات کے دروازے کھولے گا۔ یورپ کی بہت اہم قوم ہے جسے اب تک ہم پیغام صحیح معنوں میں نہیں پہنچا سکے۔تو اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو احسن رنگ میں اسلام کی چہرہ نمائی کی توفیق بخشے اور جلد از جلد اس قوم کے دل اسلام کے لئے پھیرے۔

ایک اور اہمیت اس کو یہ ہے کہ یہ تثلیث کا گڑھ ہے اور پوپ کا مرکز ہے اور صلیب توڑنا اگر اس طرح ہو کہ مرکز کو چھوڑ کر ارد گرد صلیب ٹوٹنی شروع ہو جائے اور مرکز کی صلیب قائم رہے تو یہ پیشگوئی پھر صحیح معنوں میں پوری نہیں ہوتی۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کو صحیح معنوں میں پوری طرح اس زمانے میں ثابت کرنے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ اٹلی میں صلیب کو توڑا جائے۔اگر اٹلی میں صلیب ٹوٹ جائے تو ساری دنیا میں صلیب ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ یہ پوپ کی جگہ ہے، ان کے روحانی خلیفہ کی جگہ ہے اور یہاں سے ساری دنیا میں ان کے مبلغین جاتے ہیں اور شرک کا فساد پھیلاتے ہیں۔یہاں سب سے زیادہ ضرورت تھی جہاں اب تک ہمارا مرکز نہیں تھا اس لئے بھی مجھے اس کی خاص طور پر ایک تڑپ تھی کہ یہاں جلد سے جلد مشن کھولنا چاہئے۔

چنانچہ وہاں جب سوالات ہوئے تو ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ یہاں کیا کرنے آئے ہیں اور کیا کریں گے؟ اس پر میں نے ان کو جواب دیا کہ آپ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں آپ کو یہ حق ہے کہ لاکھوں مشن آپ نے ساری دنیا میں کھولے ہوئے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ ساری دنیا میں حسن سلوک ہو اور یہاں ایک اسلام کا مشن آپ سے برداشت نہیں ہو رہا اور آپ کی بھنویں اوپر چڑھ گئیں ہیں کہ آپ یہاں کیا کریں گے۔ چنانچہ اس جواب کا کافی اثر پڑا چہروں پر اور کچھ چہروں پر ملامت کے آثار بھی نظر آتے دیکھے اور ایک موقع پر جب ہم اکٹھے بعد میں

چائے پی رہے تھے تو جو میرے مترجم تھے وہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے وہاں مشن کی سیکرٹری ہیں ان کے میاں ہیں۔ وہ قرآن کریم کے ترجمہ کی نظر ثانی بھی کر رہے ہیں، بڑے قابل آدمی ہیں ۔ وہ مہمانوں کے ایک گروہ کے سامنے اٹالین میں بڑی زبردست تقریر کر رہے تھے ان کے اوپر خاص جوش تھا۔تو بعد میں مَیں نے پتہ کیا تو یہ کہہ رہے تھے ان کو کہ دیکھو کیسے ہم شرمندہ ہوئے ہیں۔ ساری دنیا میں تم لوگ اپنی تبلیغ کر رہے ہو اور ایک مشن شریف لوگوں کا آتا ہے جن کے ارادے نیک ہیں جو بااخلاق لوگ ہیں وہ یہاں تم لوگوں سے کچھ کہنے کے لئے آتے ہیں اور تم آگے سے یہ پوچھتے ہو کہ تم کیا کرنے آئے ہو یہاں۔ کھلے ہاتھوں سے استقبال ہونا چاہئے تھا۔اگر تمہارا حق ہے تو ان کا بھی حق ہے کہ یہاں آئیں اور آکر تمہیں تبلیغ کریں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ساری عیسائیت کی جان اس وقت اٹلی میں ہے اگر چہ فرقے بے شمار ہیں لیکن جو لوگ پوپ کو نہیں بھی مانتے وہ بھی یہ ضرور مانتے ہیں کہ ساری دنیا کی عیسائیت کی جان یہاں اٹلی میں ہے۔اٹلی پر ہمارا جوابی حملہ ضروری ہے اور ضروری نہیں ہوا کرتا کہ قلب سے حملہ شروع ہو بلکہ بسا اوقات قلب کی باری بعد میں آیا کرتی ہے۔ یہ ایک خاص علامت خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی ہے جسے میں ایک علامت کے طور پر دیکھ رہا ہوں کہ اب قلب کی باری آرہی ہے،عیسائیت کے دل پر حملہ کرنے کی باری آئی ہے اور ہمارا جو حملہ دل پر ہے اس کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کے سینے سے نکال کر اپنے سینے میں دلوں کو اکٹھا کر لو۔ یا اس سے بھی زیادہ اس حملے کا خوبصورت اظہار یہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرمایا کرتے تھے ایک سوال کے جواب میں کہ دلوں کو کرو گے کیا تو انہوں نے کہا خالق و مالک حقیقی کے قدموں میں لوٹا دیں گے جہاں سے یہ دل بھاگے ہوئے ہیں۔تو میں جب کہتا ہوں دلوں پر حملہ تو مراد یہی ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ عیسائیت کے دل پر حملہ کیا جائے اور اسے حقیقی خدا کے قدموں کی طرف لوٹا دیا جائے جس سے وہ دور جاچکا ہے۔اس لئے میں اٹلی کے مشن کو بہت ہی غیر معمولی اہمیت دیتا ہوں اور اسی لئے میں بار بار آپ کو اس کے لئے دعا کی تحریک کر رہا ہوں۔

جہاں تک سپین کا تعلق ہے۔ یہاں بھی انشاء اللہ ایک مشن کے اضافے کا پروگرام ہے۔ غرناطہ دو دن تک جائیں گے انشاء اللہ۔ وہاں پہلے سے بعض زمینیں دیکھی گئی ہیں ۔ وہاں جائزہ

لیں گے۔ اگر وہ پسند آ گئیں انشاء اللہ اگر وہ جگہیں اچھی ہوئیں تو ان میں سے کوئی مناسب جگہ لے لی جائے گی۔

لیکن جہاں تک کہ یہاں کی تبلیغ کا تعلق ہے ابھی تک مجھے تسلی نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ تین مشنری یہاں موجود ہیں اور وہ وسیع پیمانے پر اپنی طاقت کے مطابق رابطہ رکھ رہے ہیں، لٹریچر خود ہی شائع کرتے ہیں، اس کو تقسیم کراتے ہیں، تمام اخبارات سے، تمام بڑے بڑے لوگوں سے، یونیورسٹیوں سے، دانشوروں سے، مقامی لوگوں سے، غیر ملکی مسافروں سے سب سے رابطہ ہے لیکن اس کے باوجود ابھی تک وہ نتیجہ نہیں پیدا ہوا جس کی ہم توقع رکھتے ہیں اور شاذ کے طور پر سپینش چہرے نظر آتے ہیں اور زیادہ تر غیر ملکی ہیں جو یہاں سپین میں آباد ہو چکے ہیں۔ اس وقت احمدیت کا وجود غیر ملکیوں سے بنا ہوا ہے نہ کہ مقامیوں سے، یہ میں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ صورت حال فکرمند کرنے والی ہے اور یہاں کام کی جتنی بڑی ضرورت ہے اس کے لحاظ سے مایوسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن میں آپ کو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ ضرورت کے لحاظ ہم اس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں کر سکے۔

جس ملک میں ایک مشن قائم ہوئے تقریباً نصف صدی گزر چکی ہو اور آج بھی مقامی لوگوں کے گنتی کے نفوس ہوں، یہ بات قابل فکر ہے۔ ہزار عذر پیش کئے جائیں کہ آئے اور پھر دوسرے ملکوں میں چلے گئے، مرکز نہ ہونے کی وجہ سے دوست آئے اور پھر رابطہ قائم نہیں رہ سکا اور بہت سی باتیں ہیں جو پیش کی جا سکتی ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ سب عذر ایک طرف، یہ صورت حال اپنی جگہ پھر بھی تکلیف دہ رہے گی۔ اسے ہم نے بدلنا ہے اور اسے ہم نہیں بدل سکتے جب تک مقامی جماعت میں سے ہر شخص خود مبلغ نہیں بنتا۔

ایک مبلغ کا کام دراصل تبلیغ کو منظم کرنا ہے، لٹریچر پیدا کرنا ہے، تبلیغ کی تربیت دینا ہے اور وسیع پیمانے پر لوگوں سے رابطہ اور احمدیت کے نام کا تعارف کروانا اور اسلام کے نام کا عمومی تعارف کروانا، یہ کام ہیں مبلغ کے اور انفرادی طور پر جتنا اس کو وقت ملے وہ پھر تبلیغ بھی کرے لیکن انقلابی تبلیغ جس سے ملکوں کے حالات بدلا کرتے ہیں وہ ہر فرد کا کام ہوا کرتا ہے وہی کرے تو تبلیغ ہوتی ہے ورنہ نہیں ہوتی۔ میں اس سے پہلے بھی بارہا مثالیں دے چکا ہوں۔ انگلستان ہے، جرمنی ہے جب سے میں ان علاقوں میں آیا ہوں ان کی تبلیغ میں کئی گنا زیادہ تیزی آ چکی ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ

مبلغ کام نہیں کرتا تھا، اس نے شروع کر دیا بلکہ احمدی جو وہاں آباد ہیں وہ کام نہیں کرتے تھے انہوں نے اب کام شروع کر دیا ہے۔

اس لئے آپ سب جو یہاں بیٹھے میری آواز کو سن رہے ہیں آپ سب میرے مخاطب ہیں آپ اگر کام کریں گے تو تبلیغ کے نتائج ظاہر ہوں گے مقامی لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام قبول کرنا شروع کر دیں گے۔ اگر آپ لوگوں نے یہ سمجھا کہ میر صاحب (مکرم سید محمود احمد ناصر صاحب) یا کرم الٰہی صاحب ظفر یا ستار صاحب (مکرم عبد الستار خان صاحب) یہی لٹریچر شائع کریں گے اور تقسیم کر دیں اور یہ کافی ہے۔ تو پھر یہ غلط فہمی ہے آپ کی اس کو دل سے نکال دیں ورنہ اسی طرح بیٹھے رہ جائیں گے۔ سپین کو اگر احمدی کرنا ہے تو ہر احمدی مرد، ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچے کو اپنے ماحول میں کام کرنا ہوگا اور اس کے علم کی کمی اس کی راہ میں حائل نہیں ہوگی کیونکہ اب کیسٹ کے، لٹریچر کے ایسے ذرائع پیدا ہو چکے ہیں کہ کم علم لوگ بھی جن کو زبان پر بھی عبور نہیں ہے وہ بھی اچھی تبلیغ کر لیتے ہیں۔ میں نے بارہا جرمنی کے احمدیوں کی مثالیں دی ہیں ان میں سے، اکثر آپ جانتے ہیں پاکستان میں جو نسبتاً کم پڑھے ہوئے بچے تھے وہی باہر نکلے ہیں اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو بمشکل ٹوٹی پھوٹی جرمن بولتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو تبلیغ کے ذریعہ مخلص فدائی احمدی عطا کر دیئے ہیں اس لئے کہ ان کے دل میں محبت ہے، دعا گو ہیں اور جوش اور محبت کے ساتھ بات پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو نہیں سمجھا سکتے اس کے لئے لٹریچر دے دیتے ہیں، کیسٹ مہیا کر دیتے ہیں۔ تو ایسے ذرائع بن چکے ہیں کیسٹ ہیں وڈیو ہیں، لٹریچر ہے ہر قسم کا تو اس کے ذریعہ یہ آپ کی کمی پوری ہو سکتی ہے۔ صرف دل میں ایک طلب ہونی چاہئے اور طلب کے ساتھ بے قراری چاہئے، عام معمولی طلب نہیں پھر ایک دعا ہو بے قراری کی کہ اے خدا! ہمیں کوئی پھل دے ہم بے کار بیٹھے ہوئے ہیں جب تک تو ہمیں روحانی اولاد عطا نہیں فرماتا ہمیں چین نہیں آئے گا۔ جب تک تبلیغ میں یہ رنگ نہیں آتا اس وقت تک تبلیغ کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے یہ رنگ پید کریں۔

متعدد مرتبہ میں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ تبلیغ کو روحانی اولاد کے رنگ میں دیکھیں اور اس کے لئے وہ رجحان پیدا کریں جو ایک ماں کو بچے کی خواہش کے لئے ہوتا ہے۔ ایک طبعی بات ہے کہ ہر عورت کو بچے کی خواہش ہوتی ہے اور جس کو بچہ نہ ہو رہا ہو اس کی بے قراری بعض دفعہ دیکھی

نہیں جاتی۔ مجھے تو اس طرح پتہ ہے کہ مجھے خط آتے ہیں۔ دعا کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں اولاد عطا بھی فرما دیتا ہے اور پھر ان کے جو خط ہیں وہ پڑھنے والے ہوتے ہیں کہ کس طرح وہ خدا کی حمد کے گیت گاتیں اور کس طرح شکر ادا کرتی ہیں۔ یہ ہے وہ اصل تڑپ جو جب تک تبلیغ میں منتقل نہ ہو جائے اس وقت تک صحیح معنوں میں آپ کی دعاؤں میں جان نہیں پیدا ہوگی اس لئے یہ فیصلہ کریں دل میں کہ آپ نے روحانی طور پر صاحب اولاد ہونا ہے اور پھر اپنے دن گنیں کہ کتنے دن ضائع ہو گئے اور جو بقیہ وقت ہے اس کو میں کس طرح استعمال میں لاؤں کہ مجھے خدا تعالیٰ اپنی روحانی اولاد عطا کر دے پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کی تبلیغ کا رجحان ہی بالکل اور ہو جائے گا، آپ کی اندرونی طور پر ایک کایا پلٹ جائے گی۔

اس لئے تبلیغ کرنی ہے تو ہر احمدی کو کرنی پڑے گی۔ اپنے ماحول میں کریں، اپنے دوستوں میں کریں، نئی دوستیاں اس خاطر بنائیں، تعلقات بنانے کے لئے بالکل مستعد اور تیار رہا کریں۔ جہاں موقع ملے کسی سے بات کرنے کا بہانہ بنایا اور اس کے ساتھ تعلقات قائم کر لئے اور پھر تبلیغ شروع کر دی۔ یہ چیزیں ہر جگہ ہونی چاہئیں مگر سپین میں خصوصیت کے ساتھ اس لئے کہ یہاں ہزاروں لاکھوں گرجے ایسے ہیں جو پہلے مسجدیں ہوتی تھیں۔ نظر پڑتی ہے تو بعض اوقات جی چاہتا ہے چیخیں ماری جائیں۔ ناقابل بیان دکھ پہنچتا ہے بلا مبالغہ یہ کیفیت ہے کل مجھے میر صاحب بتا رہے تھے تو اس وقت میری حالت ناقابل برداشت تھی جب میں یہ بات سن رہا تھا کہ ایک گاؤں میں گئے اور وہاں جا کر پوچھا کہ یہاں کوئی مسجد ہے تو انہوں نے کہا کہ دیکھو یہ سارے گرجے یہ سب مسجدیں ہیں یہ سمجھے کہ شاید مذاق کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم تو مسجد کا پوچھ رہے ہیں گرجوں کی کیا بات کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا دیکھو تو سہی جا کر۔ ہم نے دیکھا تو ابھی تک عبارتیں لکھی ہوئی ہیں کہ فلاں بادشاہ اس مسجد میں آیا تھا، فلاں مسلمان بزرگ اس مسجد میں آیا تھا۔ **جس ملک کی یہ حالت ہو وہاں کی تو گلی گلی پکار رہی ہے آپ کو تبلیغ کے لئے، اینٹ اینٹ دہائی دے رہی ہے کہ اے مسلمانو! اگر تم میں کوئی غیرت ہے اور کوئی محبت ہے محمد مصطفی ﷺ اور خدائے واحد وقہار کے ساتھ تو اٹھو اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو۔ تم میں سے ہر ایک کو طارق بن جانا چاہئے۔ تم میں سے ہر ایک کو خالد ہو جانا چاہئے۔ تم میں سے ہر ایک میں وہ جذبہ جہاد پیدا ہونا چاہئے جو محمد مصطفی ﷺ نے اپنے ساتھیوں**

میں پیدا کیا تھا۔ سنتے نہیں آپ ان بستیوں کی آوازیں! اینٹ اینٹ پکار رہی ہے یہاں! تم پر فرض ہے تم جو یہاں آ کر دوبارہ آباد ہوئے ہو کہ دوبارہ اسلام سے اس ملک کو آشنا کرو، سارے گرجے دوبارہ اپنی مسجدوں میں تبدیل کرو لیکن اس طرح کہ پہلے دلوں میں وہ مسجدیں بناؤ۔

تلوار کے زور سے نہیں، جبر کے ساتھ نہیں، ہر دل میں خدائے واحد کی محبت ڈال دو پھر دیکھو کہ سارے گرجے از خود مسجدوں میں تبدیل ہونے شروع ہو جائیں گیاور اس دفعہ اس شان کے ساتھ یہ تبدیلی پیدا کرو کہ پھر قیامت تک کے لئے شیطان ان جگہوں سے مایوس ہو جائے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ عبادت گاہیں خدائے واحد کے لئے وقف رہیں۔ پھر دیکھیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ کیا مقام اور کیا مرتبے عطا کرتا ہے۔ تمام دنیا میں ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ کے گیت گائے جائیں گے۔ آپ کے ناموں سے تاریخ کے آغاز ہوں گے، یہ مؤرخ کہا کرے گا کہ فلاں احمدی نوجوان اس طرح کپڑے بیچنے آیا تھا، فلاں احمدی نوجوان اس طرح ایک معمولی تجارت کے لئے آیا تھا اور اس نے یہ یہ تبدیلیاں پیدا کیں، فلاں گاؤں میں اس نے پودا لگایا فلاں گاؤں میں اس نے پودا لگایا، فلاں گاؤں میں اس نے پودا لگایا، فلاں گرجے پھر مسجدوں میں تبدیل ہوئے، اور یہ فلاں مجاہد کے کارناموں کے نتیجہ میں ہے۔ یہ ہے وہ زندگی، ہمیشگی کی زندگی جس کی طرف سپین آپ کو بلا رہا ہے۔

اس لئے اس کی طرف توجہ کریں اور اللہ پر توکل رکھیں اور دعائیں کریں اور پھر آپ دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روز بروز رنگ بدلنے شروع ہو جائیں گے۔ آج بھی مجلس میں جو شام کو یہاں کے مربیوں وغیرہ کے ساتھ ہوگی ہم مزید غور کریں گے پالیسی کے متعلق لائحہ عمل کے متعلق جو جو تبدیلیاں ضروری ہیں وہ اختیار کی جائیں لیکن موجودہ صورت حال بہر حال قبول نہیں ہے۔

یہ جو ٹھنڈا ٹھنڈا چلنے کا طریقہ ہے مجھے تو پسند ہی نہیں ہے۔ خدا کی راہ میں چلنا ہے، جان مار کے چلیں، زور کے ساتھ چلیں، چھاتی کھول کر سر بلند کر کے چلیں اور نئے قلعے فتح کریں۔ آپ خدا کے جرنیل ہیں۔ آج تو ہر احمدی جرنیل ہے، سپاہی والی بات بھول جائیں، آپ نے نئے علاقے فتح کرنے ہیں۔ آپ کے سپرد قومیں کی گئی ہیں، آپ کو قوموں کا سردار بنایا گیا ہے۔ اپنا مقام تو پہچانیں آپ ہیں کون؟ پھر دیکھیں آپکی تو کیفیت ہی بدل جائے گی آپ کی ادائیں بدل

جائیں گی۔ ذمہ داریوں کا احساس پیدا کر کے دعائیں کرتے ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ آپ نے ان علاقوں کو سر کرنا ہے۔

اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ خاص طور پر مقامی احمدی دوست اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں گے اور بڑا عظیم شرف ہے جو ان کو حاصل ہونے والا ہے، عظیم سعادتیں ہیں جو انتظار کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں تمام دنیا کے احمدیوں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خاص طور پر سپین کے لئے دعائیں کریں۔ یہ اتنی دردناک جگہ ہے، ایسی دردناک سرزمین ہے آج اسلام کے لئے، کہ روحوں کو چین نصیب نہیں ہوسکتا جب تک ہم دوبارہ اسلام کے جھنڈے نہ گاڑ دیں۔ جب تک ہر گرجے کو خدائے واحد کی پرستش کے لئے دوبارہ وقف نہ کر دیں ہمیں چین نہیں ہوگا۔

دیکھو کس شان سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مکہ سے بتوں کو نکالا سینکڑوں سال سے وہاں آباد تھے ایک بت بھی وہاں باقی نہیں رہنے دیا اس لئے کہ آپ نے پہلے دلوں کے بت نکالے تھے پھر خود بخود مکہ کے بت وہاں سے بھاگ گئے، ان کے رہنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ آپ بھی اسی طرح کریں آپ بھی اسی آقا کے غلام ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بار بار درود بھیجیں اور ایک یہ بھی ذریعہ ہے دعاؤں کی قبولیت کا یاد کریں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے کس شان کے ساتھ آپ کو خانہ کعبہ سے بتوں کو نکالنے کی توفیق بخشی تھی اور اسی محمدؐ کی محبت کے واسطے دے دے کر خدا سے عرض کریں کہ اے خدا! ہم بھی تو اسی کے غلام ہیں ہمیں بھی توفیق بخش کہ ہم بھی ان شرک کی آماجگاہوں کو ختم کر دیں، ہم بھی یہاں سے صلیب کو توڑنے والے ہوں اور ہمیشہ ہمیش کے لئے تیری وحدانیت کے گیت گانے والا یہ ملک بن جائے۔ ان دعاؤں کے ساتھ آپ آگے بڑھیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ آپ کو توفیق بخشے اور ساری دنیا کی جماعت احمدیہ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہوں۔ آمین۔